ذیلی تنظیموں میں مزید پختگی کیلئے حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایات

آئندہ ذیلی تنظیموں کے صدر اپنے اپنے ملک کے صدر مجلس ہوں گے

ہر ملک کے صدر انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ براہِ راست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امام جماعت سے رابطہ رکھیں گے

خطبہ نمبر ۳...
روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر
ایل
۵۲۵۴
۴۴۲۹۰

جلد ۷۴/۳۹	اتوار ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ، ۱۹ نبوت ۱۳۶۸ہش، ۱۹ نومبر ۱۹۸۹ء	نمبر ۲۶۲

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی علم، فراست اور اطاعت کی روح عطا کی تھی

انکی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کو دور کرنے کیلئے نوجوان نسلوں کو اپنی علمی کمزوریاں دور کرنی چاہئیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام بیت الفضل لندن بتاریخ ۳ نبوت ۱۳۶۸ہش ۳ نومبر ۱۹۸۹ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

جماعت کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کے تقاضے:- وقت کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں بھی بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ اور جہاں تک نظامِ (امامت۔ناقل) کا تعلق ہے۔ بظاہر بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کے نتیجے میں اس کو براہ راست پھیلتے ہوئے کاموں سے واسطہ نہیں رہنا چاہیئے اور سلسلہ وار بیچ میں دوسرے واسطوں کو پیدا ہونا چاہیئے کیونکہ یہی دنیا کا نظام ہے اور اسی طرح دنیا کے نظام بڑھتے اور پھیلتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ میں یہ صورت نہیں ہے۔ (امامت۔ناقل) کے ساتھ نظام کے ہر جز اور ہر شعبے کا ایک ایسا گہرا براہِ راست تعلق ہے کہ یہ تعلق محض نظامِ جماعت کے شعبوں سے ہی نہیں، ان سے پار اُتر کر ہر فرد بشر سے بھی جہاں تک ممکن ہے یہ تعلق قائم ہوتا چلا جاتا ہے اور تعلق کے یہ دائرے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ بظاہر یہ بات ناممکن دکھائی دیتی ہے اور دنیا کے دانشور جنہوں نے غور اور قریب سے جماعت احمدیہ کا مطالعہ کیا ہے، وہ یہی نتیجہ نکالتے ہیں لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ ممکن ہوتا چلا جارہا ہے بلکہ اس کی ضرورت اور بھی زیادہ شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔

کینیڈا سے شائع ہونے والی ایک کتاب:- ابھی حال ہی میں ایک ایسی کتاب کینیڈا سے شائع ہوئی ہے جس کا میں نے گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا۔ پروفیسر نینو گلٹیری NINO GULTAIRY نے ایک کتاب لکھی ہے کانشنس اینڈ کوارشن CONSCIENCE AND COERCION۔ اس میں جماعت احمدیہ کے نظام کا مطالعہ کرتے ہوئے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذہانت کی وجہ سے بہت گہرائی میں اُترے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ (امامت۔ناقل) کا جماعت کے ساتھ رابطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے لئے یہ ایک ناقابلِ یقین چیز تھی مگر میں نے غور سے دیکھا تو یہ ناقابل یقین چیز واقعۃً موجود پائی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں صحیح معنوں میں بیان کرسکوں جو میں نے دیکھا ہے مگر خلاصۃً یہ کہہ سکتا ہوں کہ (امامت۔ناقل) اور جماعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور دونوں اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ باہم پیوست ہیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ شخصیت کے طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے محبت کے تعلق میں، اپنے نظام کے تعلق میں، اپنے مسائل کے تعلق میں وہ ایک ہی وجود بن گیا ہے اور اس ضمن میں وہ ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ لکھتے ہیں کہ میں نے جب (امامت۔ناقل) کے کاموں پر غور کیا تو مجھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ ناممکن چیز ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب میں نے قریب سے دیکھا اور ملاقاتیں کیں تو مجھے پتہ لگا کہ واقعۃً یہ ناممکن ممکن بنا ہوا ہے۔ بہت سے احمدیوں سے میں نے سوال کیا کہ آخر یہ کیوں ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ معجزہ ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت ہے اور اس بات سے ہمارے یقین زندہ رہتے ہیں اور ایمان تازہ ہوتے ہیں کہ جو چیزیں دنیا کی نظر میں ناممکن ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں ممکن کر دکھائی ہیں۔ تو وہ لکھتے ہیں کہ جو چیزیں ایک بیرونی نظر سے دیکھی جائیں، لاینحل دکھائی دیتی ہیں وہ جب اس نظام کے تحت آتی ہے تو وہ ہستی جس کا جماعت سے تعلق ہے وہ جماعت کے لئے ناممکن کاموں کو ممکن بناتی چلی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ان کے اس مطالعہ سے بڑا متأثر ہوا کیونکہ میں نے کبھی کسی مستشرق کو بیرونی جائزے کے سوا گہرائی میں اُترتے نہیں دیکھا۔ بڑے بڑے عالموں کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں لیکن ان کے تمام مطالعے سرسری ہوتے ہیں اور جلد سے نیچے نہیں اُترتے۔ اس مصنف نے حیرت انگیز ذکاوت کا ثبوت دیا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر روحانیت کا کوئی مادہ ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کو اندر اُترنے کی بصیرت عطا فرمائی بالعموم نظامِ جماعت کا ان کا مطالعہ درست اور قابلِ اعتماد ہے اور اس پہلو سے یہ کتاب نہ صرف پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے بلکہ غیر از جماعت دوستوں اور غیر مسلموں کو بھی جماعت کا تعارف کروانے کے لئے ایک بہت اچھی کتاب ہے۔ جہاں تک عقائد کی تفاصیل کا تعلق ہے، جہاں تک اختلافات کا تعلق ہے۔ بہت معمولی بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ اس بارہ میں نسبتاً زیادہ تفصیل سے گفتگو کر لیتے تو شاید ایک آدھ سقم بھی باقی نہ رہتا لیکن یہ چیزیں تو ہر مصنف کی کتاب میں خواہ وہ کیسا ہی گہرا محقق کیوں نہ ہو پائی جاتی ہیں۔

اس ذکر کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ جماعت احمدیہ کے ذیلی نظام پر غور کرتے ہوئے میں نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس کے روابط میں کچھ تبدیلی پیدا کی جائے اور اس تبدیلی کا رجحان اسی طرف سے جو میں نے بیان کیا اور جو اس مصنف نے بھی محسوس کیا کہ ہر نظام کے ہر شعبے کا ایک براہ راست واسطہ (امام جماعت۔ ناقل) کے ساتھ پایا جاتا ہے جو کام کے پھیلنے کے باوجود درمیان میں منقطع نہیں ہوتا اور کسی اور تعلق کا محتاج نہیں رہتا۔ (اس مصنف نے ذکر کیا ہے کہ) نیویارک سے ایک انجینئر پہنچے ہوئے تھے۔ وہ ایک احمدیہ (بیت الذکر۔ ناقل) کا تفصیلی نقشہ اور اس کی ساری PLAN اور مستقبل کے متعلق کہ کیا کیا وہاں ہوگا۔ وہ سب چیزیں لے کر آئے تھے اور انہوں نے ان کو بتایا کہ جب تک ہم (امام جماعت۔ ناقل) کو دکھا کر اس سے تمام تفاصیل منظور نہ کروالیں اور مزید ہدایت نہ حاصل کر لیں ہمیں تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں اس طرح تفصیل کے ساتھ اتنے کام ہو رہے ہیں اور یہ سارے ایک ذات میں اکٹھے کیسے ہو سکتے ہیں چنانچہ اس ضمن میں انہوں نے بات چھیڑی۔

ذیلی تنظیموں کے نظام میں تبدیلی کا اعلان:

خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے انتظام میں مَیں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ایک رخنہ پیدا ہوا ہے جو واسطے کی کمی کا رخنہ ہے اور وہ اس طرح کہ اب تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفاتر اور انصار اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور لجنہ کے دفاتر ربوہ میں تھے۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ان معنوں میں مرکزیہ ہیں کہ تمام دنیا کی مجالس کے اوپر وہ نظر رکھتے ہیں اور ان کو نظر رکھنی چاہیئے اور ان کے مسائل سے واقف ہیں اور ان کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ میں نے چند سال پہلے یہ محسوس کیا کہ یہ بات درست نہیں ہے اور اور بھی بہت سے رخنے وقت کے ساتھ مطالعہ کے نتیجہ میں میرے سامنے آنے شروع ہوئے۔ اوّل یہ کہ دنیا کے اکثر ممالک کے حالات پر ان ذیلی مجالس کے دفاتر کی نہ نظر ہے نہ ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بہت مختصر سا نظام رکھتے ہیں اور جماعتیں جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں ان کے مسائل کی تفاصیل، ان کے حالات سے باخبری یہ ایک بہت ہی بڑا کام ہے جس کے لئے بہت گہرے روابط اور مسلسل روابط کی ضرورت ہے اور محض ایک رابطے کی رَو کافی نہیں بلکہ مختلف رَوئیں چلنی چاہئیں جو ہر طرف سے رابطے کو ایک مضبوط دھارے کی شکل میں تبدیل کر دیں۔ خدام الاحمدیہ کے مرکز میں اگر صرف خدام الاحمدیہ کے بعض شعبوں کی طرف سے یا بعض مجالس کی طرف سے اطلاعات آتی رہیں تو ان کو کچھ پتہ نہیں کہ لجنہ میں وہاں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں انصار اللہ میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں جماعت کے عمومی رجحانات کیا ہیں اور وہ اس باریک دھارے سے حاصل ہونے والی معلومات کے نتیجہ میں ایک نتیجہ اخذ کرتے اور اس کے اوپر بعض احکامات جاری کرتے تو اس کے نتیجے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو سکتی تھیں۔ جو خرابی دکھائی دی وہ ایک معنی میں خوبی بن گئی کیونکہ روابط کم تھے، اس لئے غلط فیصلے بھی کم ہوئے اور بہت کم ایسے مواقع پیش آئے کہ مجالس مرکزیہ نے مختلف ممالک کے بارے میں اپنی ذیلی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے ایسے فیصلے کئے جو بعد میں مشکلات کا موجب بن سکتے۔ یعنی اوّل تو فیصلے ہی بہت کم ہوئے مگر جو فیصلے ہوئے ان میں ایسی مثالیں شاذ و نادر پیش آتی رہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تحریک جدید نے (امامت۔ ناقل) کے سامنے اپیل کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ یا مجلس انصار اللہ یا مجلس لجنہ اماء اللہ، یہ اپنی ذات میں ایسے فیصلے کر لیتے ہیں، ان کو حالات کا پتہ ہی کچھ نہیں اور وہ جماعت کے لئے مضر اور نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں چنانچہ ایک اور رابطہ بیچ میں قائم کر دیا گیا یعنی مجالس کے صدران تو وہی رہے لیکن وہ رفتہ رفتہ اس بات کے پابند کر دیئے گئے کہ تحریک جدید کو اپنا مشیر سمجھیں اور اس کے نتیجے میں ایک انوکھی شکل پیدا ہو گئی تحریک جدید انجمن کا رنگ رکھتی ہے اور نظام جماعت کے اوپر، جہاں تک بیرون پاکستان کا تعلق ہے، بیرون ہندوستان یا بیرون بنگلہ دیش بھی شامل کر لینا چاہیئے، سارے نظام کی ذمہ دار تحریک جدید ہے لیکن یہاں ذیلی تنظیموں کے ایک قسم کے نائب کے طور پر یا مشیر کے طور پر کام کرنے لگی اور ذیلی تنظیموں میں یہ احساس پیدا ہونا شروع ہوا کہ یہ مشیر اتنا طاقتور ہے کہ اس مشیر کو ہم لگام نہیں دے سکتے اور جو مشیر تھا وہ عملاً نگران بن گیا لیکن عملاً نگران اس رنگ میں بنا کہ وکیل التبشیر بھی ان باتوں پر تفصیل سے غور کرنے کے بعد مشورے نہیں دیتا تھا بلکہ دفتری طور پر ایک قسم کی دخل اندازی کی ضرورت پڑ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری میرے سپرد فرمائی تو مجھے یہ خیال آیا کہ مرکزی تنظیموں کے وقار کو بحال کرنے کے لئے جب تک دنیا کے یہ قائدین مقرر ہیں، ان کو اپنی ذمہ داری کا کچھ نہ کچھ احساس دلایا جائے اور ان سے کہا جائے کہ دنیا سے تعلق رکھو اور رابطے بڑھاؤ اور سفر اختیار کرو اور معلوم تو کرو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد جب اہم فیصلے کرو تو تحریک جدید سے ضرور مشورہ کرو لیکن بالعموم (امامت۔ ناقل) سے جو ہدایتیں تمہیں ملتی ہیں وہ دنیا میں جاری کرو اور اگر مرکزی کہلانا ہے تو مرکزی بنو۔ چنانچہ جب انہوں نے مرکزی بننا شروع کیا تو پھر بعض اور خامیاں سامنے آنی شروع ہوئیں۔ بہت سے ایسے غلط فیصلے ہونے شروع ہوئے جو پہلے کام نہ ہونے کے نتیجے میں نہیں ہوتے تھے۔ اب جب کام کھل کے ہونا شروع ہوا تو پتہ لگا کہ یہ محدود دائرے کی اطلاعیں ہیں اور محدود دائرے کی اطلاعات جب مرکز میں پہنچتی ہیں تو مرکزی دماغ ان معلومات پر صحیح فیصلہ کرنے کا اہل نہیں بنتا۔ اس لئے لازماً اس سارے نظام کو (امامت۔ ناقل) سے وابستہ کرنا پڑے گا۔ اس طریق پر جس طریق پر دنیا کے باقی نظام وابستہ ہیں۔ اور بیچ سے یہ جو واسطے ہیں یہ ہٹانے پڑیں گے۔ چنانچہ امسال جلسہ سالانہ کے بعد میں نے مرکز یعنی پاکستان سے آئے ہوئے سلسلے کے مختلف بزرگوں اور انجمن اور تحریک اور بعض ذیلی تنظیموں کے نمائندوں سے مشورہ کیا تو سب کی بالاتفاق رائے یہی تھی کہ اس نظام میں تبدیلی کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ آج میں اس تبدیلی کے متعلق اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ نظام میں تبدیلی سے مراد یہ نہیں کہ خدام الاحمدیہ وغیرہ کے نظام بحیثیت نظام کے تبدیل کئے جا رہے ہیں صرف رابطے میں تبدیلی کا نظام مراد ہے تو فیصلہ یہ ہے کہ آئندہ سے جس طرح پاکستان کا صدر خدام الاحمدیہ انجمن کا ممبر بھی ہوتا ہے اور باقی ناظروں کی طرح براہِ راست (امام جماعت۔ ناقل) کو جواب دہ ہوتا ہے اور اس سے ہدایات لیتا ہے اور اس کے سامنے اپنے مسائل رکھتا ہے اسی طرح باقی دنیا کے صدران مجلس خدام الاحمدیہ بھی براہِ راست (امام جماعت۔ ناقل) سے تعلق رکھیں اور اپنی مرکزی مجلس کا واسطہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ نظام اس لئے بھی ضروری ہے کہ آگے مجلس خدام الاحمدیہ مثلاً یا دوسری مجالس بھی ہیں، ان میں تفصیلی طریق کار یہ ہے کہ ایک منتظم بیرون بنایا جاتا ہے اور منتظم بیرون کی اپنی علمی حیثیت یا جماعت سے واسطے کی حیثیت یا کام کے تجربے کی حیثیت بالعموم ایسی نہیں ہوتی کہ وہ تمام دنیا کی مجالس پر جو دن بدن پھیلتی چلی جا رہی ہیں اور بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور قوی تر ہوتی جا رہی ہیں، ان پر نظر بھی رکھے۔ ان کے حالات سے واقف ہو اور صحیح مشورہ صدر کو دے سکے۔ اوّل تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اپنی ذات میں معلومات کا دھارا تنگ، اوپر سے صدر اور مجالس کے درمیان ایک اور واسطہ پڑ جائے جو مجلس بیرون کے سیکرٹری کا واسطہ ہو، اس کو مہتمم کہا جاتا ہے یا انصار اللہ میں غالباً کوئی اور نام ہے بہرحال اس بے چارے کو کچھ پتہ لگ ہی نہیں سکتا کہ کیا ہو رہا ہے میں نے کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیصلہ کرنا ہے۔ یا تو من وعن ہر رپورٹ کو اسی طرح قبول کرتا چلا جائے گا اور اس میں بعض غلط مشورے آئیں گے تو اس کو پتہ نہیں لگے گا کہ اس کو قبول کرنا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ایسے فیصلے بعض دفعہ غلطی سے ہو گئے کہ ایک ایسا شخص جس کے متعلق (امام جماعت۔ ناقل) کو تو علم تھا کہ وہ ایک بیرونی خطرناک تنظیم کا نمائندہ بن کے جماعت میں داخل کیا گیا ہے لیکن اس کی تفصیل سے تحریک کو بھی علم نہیں تھا۔ وہ سارے ملک کا صدر منتخب ہو جاتا ہے اور مجلس مرکزیہ کی طرف سے منظوری کی اطلاع چلی جاتی ہے یا جانے لگتی ہے تو بات علم میں آ جاتی ہے ایسا ایک واقعہ اس زمانے میں ہوا جب میں خود تحریک جدید میں عارضی طور پر وکیل التبشیر کے طور پر کام کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک شخص کے متعلق چونکہ میرا ذاتی تاثر (میں دنیا کا دورہ کر کے آیا تھا اپنے ذاتی طور پر) ایسا تھا کہ جب اس کی اطلاع ملی کہ یہ کچھ اہم عہدیدار بننے لگا ہے تو میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا (آپ کی معلومات اس سے بہت زیادہ تھیں جو میرا تاثر تھا) آپ نے بتایا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا فوری طور پر تحریری حکم دو کہ یہ نام پیش ہو ہی نہیں سکتا اور فرمایا کہ ایسے معاملات میں پہلے مشورہ کیا کریں جو بڑے اہم فیصلے ہیں اور بعد میں بھی ایسے اکّا دُکّا واقعات ہوتے رہے تو اس وجہ سے عملاً دنیا کی جو قیادت ہونی چاہیئے وہ دنیا کو نصیب نہیں ہے۔ یعنی خدام الاحمدیہ انصاراللہ اور لجنہ کو جو ذاتی حق ہے کہ مرکزی قیادت ان کو حاصل ہو اور (امام جماعت۔ ناقل) براہ راست ان سے تعلق رکھتا ہو۔ ان کے حالات پر نظر رکھتا ہو۔ اس سے محروم ہونے کی وجہ سے وہ کاموں سے محروم رہ گئے ہیں اور سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ ناقل) وہ چند مجالس جہاں (امام جماعت۔ ناقل) کا بار بار آنا جانا ہے یا عارضی قیام ہے وہاں خدا کے فضل سے ایک بڑی نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ باوجود اس کے کہ نظام تبدیل نہیں ہوا، عملاً ان مجالس نے براہ راست رابطے قائم کئے ہوئے ہیں اس لئے خدا کے فضل سے وہاں یہ کمزوریاں محسوس نہیں ہو رہیں۔ مگر ۱۲۰ ممالک میں پھیلی ہوئی تنظیمیں موجودہ نظام کے مطابق تو سنبھالی جا ہی نہیں سکتیں لازماً ہر ملک کی ذیلی تنظیم کو براہ راست (امام جماعت۔ ناقل) سے واسطے کا حق ہے اور اس کا یہ حق بحال ہونا چاہیئے۔

بڑھتے ہوئے کاموں کے بارے میں زندگی کی مثال:-

جہاں تک بڑھتے ہوئے بوجھ کا تعلق ہے، میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے، اللہ تعالےٰ خود راہنمائی فرماتا چلا جاتا ہے اور بوجھ ہلکے بھی کرتا چلا جاتا ہے اور کاموں کو آسان کر دیتا ہے اس سلسلے میں میں نے جب غور کیا تو زندگی کی مثال اپنے سامنے رکھی۔ میں نے سوچا کہ خدا تعالےٰ نے جو نظام پیدا کئے ہیں وہ اتنے تفصیلی، اتنے گہرے ہیں کہ ایک شخصیت کا مرکزی نقطہ یعنی اس کی CONSCIOUSNESS اس کا شعور بیک وقت اس سارے نظام کی کس طرح نگرانی کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود ایسا ہی ہے زندگی کی ہر جنس کے ہر جزو میں آپ کو یہی نظام کارفرما دکھائی دے گا کہ مرکزی نقطہ اگر اسے دل کہیں تو اس کا براہ راست سارے نظام سے واسطہ ہے۔ اگر اسے دماغ کہیں تو اس کا بھی براہ راست سارے نظام سے واسطہ ہے اور وہ جگہ جہاں دل اور دماغ اکٹھے ہو جائیں، اس آخری نقطے کا نام روح ہے اور اس کا بھی سارے نظام سے واسطہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے مجھے ایک بہت ہی لطیف نکتہ سمجھ آیا میں نے کانشس برین CONSCIOUS BRAIN اور ان کانشس برین UNCONSCIOUS BRAIN یا کانشس مائنڈ CONSCIOUS MIND یا ان کانشس مائنڈ UNCONSCIOUS MIND کے مسئلے پر غور کیا تو ایک معمہ میرے لئے حل ہو گیا کہ نظام کس طرح جاری ہے اور کیوں ان کانشس مائنڈ UNCONSCIOUS MIND بنتا ہے اور کیسے بنتا ہے چنانچہ مجھے خدا تعالےٰ نے یہ بات سمجھا دی کہ آغاز زندگی کا کانشس مائنڈ CONSCIOUS MIND سے ہوا ہے کوئی چیز ان کانشس UNCONSCIOUS نہیں تھی۔ زندگی نے جو پہلی حرکت کی ہے وہ کانشس مائنڈ CONSCIOUS MIND کے ذریعے ہوئی ہے اور جب کانشس مائنڈ CONSCIOUS MIND نے یعنی آخری احساس جسے ہم شعور کہہ سکتے ہیں، اس نے جب ایک نظام مکمل کر لیا اور اس کی خوب ایسی نگرانی کی کہ وہ اپنی ذات میں جاری و ساری ہو گیا تو اس کی توجہ پھر اگلے قدم کی طرف خدا نے پھیری اور جو پہلا حصہ تھا، اس کو لاشعور دماغ بنا دیا۔ وہ اسی دماغ کا حصہ تھا لیکن دب کر پیچھے اتر آیا اور اس وقت تک یہ واقعہ نہیں ہوا جب تک ۱۰۰ فیصدی اطمینان اور کمالِ حسن کے ساتھ وہ حصہ نظام کا جاری نہیں ہوا۔ اس پہلو سے جب میں نے انسانی زندگی پر غور کیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ زندگی کے صرف وہی شعبے شعور کی طرف منسوب ہیں یا شعور سے تعلق رکھتے ہیں جن میں ابھی درجہ کمال حاصل نہیں ہوا۔ جو اپنی ذات میں کلیتہً آزادانہ جاری و ساری ہونے کی صلاحیت اختیار کر چکے ہیں ان کا تعلق بھی دماغ سے ہے مگر لاشعوری دماغ سے رہ گیا ہے شعوری دماغ سے نہیں تو شعوری دماغ کی ترقی کے ساتھ لاشعوری دماغ کی ترقی ہوتی ہے اور یہ ترقی اسی وقت ہوتی ہے جب نظام کا ایک حصہ کامل ہو جائے اور اپنے درجۂ کمال کو پہنچ کر مستقل حرکت شروع کر دے کہ اس کے بعد تفصیل سے اس کی نگرانی کی ضرورت نہ رہے۔ جماعت احمدیہ میں بھی کام بڑھنے کے ساتھ یہی واقعہ ضرور ہونا ہے اور بعض پہلوؤں سے ہو رہا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ (امام جماعت۔ ناقل) کا شعور بغیر زیادہ بوجھ اٹھائے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے تو جن باتوں میں وہ شعوری توجہ کا محتاج ہے ان میں اس کی توجہ پر بوجھ کم کرنے کے لئے اس نظام کو کامل کر دیں اور خودرو بنا دیں۔ جتنا نظام درجۂ کمال کو پہنچتا چلا جائے گا اور خودرو ہوتا چلا جائے گا (امام جماعت۔ ناقل) کی براہ راست توجہ کا محتاج نہیں رہے گا۔ اور اس کی توجہ جو سابق میں تھی یا کئی ائمہ کی توجہ جو سابق میں رہی ان کا مجموعی فائدہ جماعت کو یہ پہنچے گا کہ اپنی ذات میں وہ نظام چل پڑے گا اور شعوری دخل کی ضرورت نہیں رہے گی اور پھر وہ شعوری دماغ اور حصوں کی طرف توجہ کرنے کے لئے آزاد ہوتا چلا جائے گا۔ اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے گزشتہ خطبے والا مضمون میرے ذہن میں پھر حاضر ہو گیا جب میں نے بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں جو یہ بتایا ہے کہ ہم نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو پیدا کیا، اسے مسخر کیا، اس کو کامل کیا اور جب وہ درجۂ کمال کو پہنچ گیا اور جاری و ساری ہو گیا، پھر ہم عرش پر بیٹھ گئے تو یہ بھی ویسی ہی ایک مثال ہے۔ انسانی دائرے میں عرش اس آخری دماغ کو کہہ سکتے ہیں۔ دماغ کے اس آخری حصے کو کہہ سکتے ہیں۔ آخری نقطۂ عروج کو کہہ سکتے ہیں جس پر روح مسلط ہے اور اس کا عرش بھی اسی طرح بنا ہے۔ ارب ہا ارب سال کی مسلسل ترقی کے ساتھ رفتہ رفتہ زندگی نے قدم آگے بڑھائے اور ایک نظام کا دائرہ مکمل ہوا تب اس کا اونچا اگلا قدم قائم ہوا۔ ایک نیا درجہ ظاہر ہوا جو رفعت میں پہلے سے بلند تر تھا اور اس طرح شعوری دماغ اپنے پیچھے ایک نظام کا ایک جلوس چھوڑتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ انسان کے درجے تک پہنچتے پہنچتے یہ اتنا وسیع نظام ہو چکا ہے کہ اگر آپ کو اس نظام کے ایک معمولی سے حصے کے متعلق بھی میں پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد بتانا شروع کروں تو بیسیوں خطبے گزر جائیں گے لیکن وہ ذکر مکمل نہیں ہو گا۔ حیرت انگیز نظام ہے اور آخر پر ایک ہی دماغ ہے۔ ایک ہی شعور ہے جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کا آخری نگران ہے، اور ہے بھی آخری نگران، لیکن از خود کام ہوتے چلے جا رہے ہیں ہمارا سارا جو نظام ہے، پیدائش کا نظام، سانس لینے کا نظام، انہضام کا نظام، بے شمار نظام ہیں۔ گردوں کا کام کرنا اور کئی قسم کے تیزابوں اور زہروں کے جسم سے نکالنے کا نظام، دفاع کے مختلف نظام۔ ان میں سے ہر نظام کا ہر حصہ اتنا پیچیدہ اور اتنا توجہ کا محتاج ہے کہ ناممکن ہے کہ بغیر توجہ کے یہ خود بخود کام کرے لیکن مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ توجہ رفتہ رفتہ ایک ایسے نظم و ضبط کی شکل اختیار کر گئی جس کو ہم غیر شعوری دماغ کہتے ہیں اور یہ اس لمبے عرصے کی کمائی کا نتیجہ ہے کہ یہ نظام جاری ہے۔ یہ سوچتے ہوئے میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کی یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ اگر انسانی زندگی کے تجربے میں بھی یہ ناممکن ہے کہ لمبے عرصے کی شعوری کوشش کے بغیر کوئی نظام جاری رہ سکے تو ساری کائنات کا جو نظام چل رہا ہے، یہ غیر شعوری کوشش کے بغیر کیسے ہو گیا۔ اس لئے جو خود بخود چل رہا ہے، جس طرح ہمارے جسم میں خود بخود چلنے والا نظام بھی ارب ہا ارب سال پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعوری طور چلایا جا رہا تھا۔ ورنہ از خود چلنے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ کائنات اور فرشتوں کا نظام۔ اسی طرح ساری کائنات کا نظام بھی جو از خود چلتا ہوا دکھائی دے رہا ہے بہت ہی لمبے عرصے تک شعوری طور پر چلایا گیا ہے اور اس شعور نے آگے پھر مختلف درجے اختیار کر لئے ہیں اور سلسلہ وار اس کا آخری درجہ خدا سے ملتا ہے۔ ان سلسلوں کا نام فرشتے ہیں اور بے شمار فرشتے ہیں جو اس کام کو سلسلہ وار چلاتے چلے جا رہے ہیں اور پھر خدا تک ان کا تعلق ہے اور وہ آخری فرشتہ جو اس نظام میں سب سے بلند مرتبہ رکھتا ہے اور خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس فرشتہ کا نام ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے یا بعض جگہ ذکر ملتا ہے اور تفصیل سے نام نہیں ملتا۔ لیکن یہ ضرور پتہ چلتا ہے قرآن کے مطالعہ سے اور حدیث کے مطالعہ سے بھی کہ ایسے فرشتے ہیں جو نظام کی ہر تفصیل کی آخری رپورٹ خدا کے حضور پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ پس نظام کا بڑا ہونا فی ذاتہ کوئی چیز نہیں ہے کوئی بوجھ نہیں ہے اس نظام کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ اگر نظام صحیح ہو جائے اور چل پڑے تو ساری کائنات کا خدا بھی عرش پر مسلط ہو سکتا ہے اور جانتا ہے اور یقین رکھتا ہے اور اس کو علم ہے کہ اس کی تفصیلی توجہ کی اس طرح اب ضرورت نہیں ہے۔ وہ نظام اس کی توجہ کی برکت سے آگے چل پڑا ہے اور چلتا رہے گا اور ذیلی توجہ کرنے والے بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔

ذیلی تنظیموں کے نظام میں پختگی کی ضرورت

اس لئے خدام الاحمدیہ کا نظام ہو یا لجنہ کا یا انصار اللہ کا۔ ان میں ابھی وہ پختگی نہیں آئی وہ روانی نہیں آئی کہ (امام جماعت۔ ناقل) کی ذاتی براہ راست توجہ کے بغیر یہ پوری طرح جاری و ساری ہو سکیں۔ اور اپنی ذات میں SUB CONSCIOUS سب کانشس دماغ کے سپرد کئے جا سکیں۔ خصوصاً وہ علاقے جہاں پہلے ہی رابطے کمزور ہیں اور ان میں ان کو اپنی کامل روح کے ساتھ جاری کرنے کی ضرورت ہے وہاں لازماً (امام جماعت۔ ناقل) کو اپنی شعوری توجہ کو ان کی طرف منتقل کرنا پڑے گا۔ اور ان سے شعوری توجہ کا رابطہ لمبے عرصے تک رکھنا پڑے گا۔ پس آج کے اس خطبے کے ذریعے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے تمام ممالک کی ذیلی مجالس کے اسی طرح صدران ہوں گے جس طرح پاکستان کی ذیلی مجالس کے صدران ہیں اور وہ اسی طرح براہ راست (امام جماعت۔ ناقل) کو اپنی آخری رپورٹیں بھجوائیں گے جس طرح پاکستان کے صدران اپنی رپورٹیں بھجواتے ہیں اس کام کو ہلکا اور آسان کرنے کی خاطر میں نے یہ سوچا ہے کہ پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبے کے ساتھ ایک شعبہ ذیلی مجالس قائم کیا جائے اور سر دست وہاں مستقل نائب پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کرنے کی بجائے انگلستان کی جماعت سے کچھ مستعد احبابِ جماعت کو چن کر ان کو اس معاملے میں اپنی مدد کے لئے مقرر کروں۔ وہ ان سب رپورٹوں کا مطالعہ کریں جو اس شعبے کو موصول ہوتی ہیں اور ان کے متعلق مجھ سے وقت لے کر زبانی مجھ سے گفتگو کیا کریں اور ان خاص باتوں کو نمایاں کریں، جہاں میری خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر میں ان رپورٹوں کی تفصیلات کو بھی پڑھ سکتا ہوں لیکن سر دست اس طرح کام آگے بڑھایا جائے گا اور میں نے یہ سوچا ہے کہ بہت سے ایسے کام اب ہمیں دنیا میں کرنے ہیں جن میں ان تنظیموں کو سب دنیا میں زندہ اور فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ اور ان کا رابطہ اپنی امارتوں کے ساتھ بہترین بنانے کی ضرورت ہے تاکہ کسی قسم کے رخنے کا کوئی سوال نہ رہے۔ پس یہ تنظیمیں اپنی امارتوں سے کیا تعلق رکھتی ہیں اور محبت اور ادب اور وفا کا تعلق ہے یا کوئی اور تعلق ہے اس پر بھی میری نظر تبھی رہ سکتی ہے اگر ان کی رپورٹیں مجھے مل رہی ہوں اور میں پہچان رہا ہوں کہ ان میں کیا کیا باتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا رجحانات ہیں

ذیلی تنظیموں کے صدر اپنے اپنے ملک کے صدر مجلس ہوں گے

پس آئندہ سے اس طریق پر کام ہو گا۔ تبھی میں نے اس دفعہ ربوہ میں ہونے والے مرکزی اجتماعات کے موقعہ پر جو انتخاب ہوئے، ان میں یہ واضح ہدایت بھیجی تھی کہ آپ اپنے اپنے ملک کے صدر کا انتخاب کریں اور وہاں عمداً "مرکزی" کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ ان کو میرا یہ پیغام سمجھ آیا یا نہیں لیکن ہدایت کے مطابق جو جو صدر بھی منتخب ہوئے ہیں وہ پاکستان کے صدران ہیں۔ اور باقی دنیا کے تمام ذیلی تنظیموں کے آخری عہدیداران آج کے بعد صدر مجلس کہلائیں گے۔ یعنی انگلستان میں صدر مجلس ہیں۔ خدام الاحمدیہ انگلستان۔ صدر مجلس انصار اللہ انگلستان۔ صدر مجلس لجنہ اماء اللہ انگلستان ہو گا۔ اور اسی طرح دنیا کے باقی ملکوں میں بھی ہو گا۔

اسی سلسلے میں میں دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ جو قدم اٹھایا ہے یہ صرف لمبے مشوروں کے بعد نہیں بلکہ بہت لمبی دعا کے بعد اور بہت غور کے بعد اور تأمل کے بعد اٹھایا ہے اور اس آخری شکل میں جب تک مجھے پوری طرح شرح صدر نصیب نہیں ہوا۔ میں نے اس فیصلے کا اعلان نہیں کیا حالانکہ جلسے پر مشورہ دینے والے کہتے تھے کہ بالکل ٹھیک ہے۔ در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ فوراً اعلان کر دیں لیکن میرے دل پہ ابھی ایک بوجھ تھا کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے پوری فراست نصیب نہ ہو جائے اور پوری طرح شرح صدر نہ ملے اور دعاؤں کے ذریعے اس میں خیر طلب نہ کر لوں اس وقت تک یہ اعلان نہیں کرتا تو آپ سے یعنی ساری جماعت سے میری درخواست ہے کہ دعا کے ذریعے یہ بھی میری مدد کریں کہ اللہ تعالیٰ اس فیصلے کو درست اور بابرکت ثابت فرمائے اور کثرت کے ساتھ جماعت اس کی خیر کا پھل کھائے اور نظام جماعت تیزی کے ساتھ اپنی تکمیل کے وہ مراحل طے کرے جس کے بعد نظام کے ہر حصے کو غیر شعوری دماغ کی طرف منتقل کیا جا سکتا ہے اور نظام جماعت کا عرش بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہی وہ نظام ہے جس کے ذریعے ہم مزید رفعتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکرِ خیر

اس کے بعد میں ایک ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک غم کی خبر بھی ہے مگر رضائے باری تعالیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ غم جدائی کا تو ہے۔ لیکن اپنی ذات میں، جن کی وفات کا میں ذکر کرنے لگا ہوں، وہ ایک نہایت ہی نیک انجام کو پہنچے اور کسی پہلو سے بھی ان کی اس وفات کے اوپر کسی کے لئے بھی شکوے کی کوئی جا نہیں ہے۔ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ جو ۲۵ اکتوبر کو دو بجے کینیڈا میں وفات پا گئے ہیں ان کی وفات کا اعلان کرتے ہوئے ان کا مختصر سا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔

ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی علم عطا فرمایا۔ غیر معمولی فراست عطا فرمائی۔ غیر معمولی اطاعت کی روح عطا کی اور ایسا حسین ذہن اور قلب کے درمیان توازن عطا کیا کہ جو شاذ شاذ بندوں میں پایا جاتا ہے ایک بہت ہی دلربا وجود تھے میں ان کے ساتھ مختلف تعلق رکھتا رہا ہوں خصوصیت کے ساتھ جامعہ کے زمانے میں شاگرد کی حیثیت سے جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کے وجود کی عظمت مجھ پر ظاہر ہونی شروع ہوئی۔ نہایت منکسر المزاج لیکن بہت گہرا علم رکھنے والے اور بہت ہی اپنے طلباء سے شفقت کا سلوک کرنے والے اور اتنے ذہین کہ مشکل سے مشکل مسائل کو اس طرح سمجھاتے تھے کہ کم سے کم مجھے تو پھر کبھی دوبارہ کتاب اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ان سے جو کچھ میں نے پڑھا وہ آسانی سے یاد ہوتا چلا گیا۔ مثلاً صرف اور نحو شروع میں انہوں نے مجھے پڑھائی اور باوجود اس کے کہ صرف و نحو کو عربی جامعات میں بہت ہی مشکل مضمون سمجھا جاتا ہے اور لوگ رٹے لگاتے ہیں اور صَرف کے متعلق تو کہتے ہیں کہ اس کے لئے کتے کا دماغ چاہیئے یعنی یہ مولویوں نے محاورہ بنایا ہوا ہے۔ جس طرح کتا بھونکتا رہتا ہے اس طرح ایک لفظ بار بار بھونکنا شروع کر دو۔ تو پھر صرف یاد آتی ہے لیکن ملک صاحب کو چونکہ خدا نے دماغ کا سلیقہ عطا کیا تھا اس لئے آپ اس کو اس طرح نظام کے طور پر سمجھتے تھے اور اس طرح سمجھانے کی اہلیت رکھتے تھے کہ از خود وہ چیز یاد ہونی شروع ہو جاتی تھی۔ کبھی کسی رٹا لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی چونکہ جب میں نے حضرت (فضل عمر۔ ناقل) کے حکم پر جامعہ سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے اندر ہی مولوی فاضل کا امتحان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...تو باقی طلباء جو مولوی فاضل کے تھے وہ اکثر صرف نحو میں فیل ہوا کرتے تھے اور امتحان قریب آنے کی وجہ سے بہت رٹے لگاتے تھے اور مجھے اس حصّہ کو پڑھنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ وہ ملک صاحب سے پڑھا ہوا تھا۔ پھر ملک صاحب نے جس حد تک فقہ کی تعلیم دی یا بعض علوم کی دوسری شاخوں میں جہاں ملک صاحب نے پڑھایا اس حصّہ میں مضمون خوب سمجھ آتا گیا کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑی۔ یاد رکھیں جہاں استاد محنت کرنے والا ہو، جہاں استاد کا شعور روشن ہو اور وہ اپنے مضمون کے نظام کو سمجھتا ہو اور اس کی روح سے واقف ہو۔ اس کے طلباء کو بہت کم محنت کی ضرورت پیش آتی ہے جتنا زیادہ محنت کرنے والا طالب علم ہے وہ ضروری نہیں کہ استاد کے اوپر حرف آئے لیکن اکثر صورتوں میں معلوم ہوتا ہے کہ استاد کا کوئی قصور رہ گیا ہے۔ بہرحال ملک صاحب کے متعلق تو مَیں ذاتی گواہ ہوں کہ یہ نہیں کہ ہر لیکچر پہ محنت کرتے تھے۔ جب انہوں نے پڑھا تھا تو اس توجہ کے ساتھ پڑھا تھا اور اس محنت کے ساتھ پڑھا تھا کہ ان کے دماغ میں اس مضمون کا جہان روشن ہو چکا تھا۔ پھر اسی روشنی سے انہوں نے باقیوں کو، اپنے طلباء کو حصّہ دیا اور وہ مضمون آسان ہوتے چلے گئے۔ جامعہ احمدیہ کو بھی ملک صاحب کی ان صفات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے علوم کی تعلیم اور تدریج میں اس نکتے کو سمجھنا چاہیئے اور ملک صاحب کا یہ فیض ان کے بعد بھی ہمیشہ جامعہ میں جاری رہنا چاہیئے۔ تمام اساتذہ یہ کوشش کریں کہ اس طرح اپنے طلباء کو پڑھائیں کہ طلباء اس مضمون کو عقلاً یا ذہناً خود بخود جذب کرتے چلے جائیں اور ان کے شعور کا ایک ایسا حصّہ بن جائے کہ پھر اس کے بعد ان کو خاص غیر معمولی محنت کی ضرورت نہ پڑے۔ بعض نئے لفظوں کو یاد کرنے میں ضرور محنت کرنی پڑتی ہے مگر یہ ضمنی باتیں ہیں۔ بعض تاریخیں یاد کرنی پڑتی ہیں۔ بعض سی کوئنس SEC QUENCE بعض دفعہ یاد کرنے پڑتے ہیں یعنی آگے پیچھے، کون سی چیز پہلے تھی کون سی بعد میں۔ معمولی توجہ سے یہ چیزیں یاد ہو جاتی ہیں لیکن اگر اچھا پڑھانے والا ہو تو جلدی یاد ہو جاتی ہیں بہرحال میں ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکر کر رہا تھا۔ جب مکرم ملک صاحب پہلی مرتبہ قادیان آئے ہیں اور غالباً یہ ۳۴-۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے۔ مجلس احرار جب زوروں پہ تھی اور ان جلوسوں میں سے بعض کی راہنمائی کرنے والے تھے جو نہایت ظالمانہ گند بکتے ہوئے قادیان پر حملہ آور تھے اور یہ دعویٰ لے کر قادیان پہ یلغار کی تھی کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ملک صاحب کی زندگی کے حالات کچھ الفضل میں پیچھے شائع ہوئے ممکن ہے آپ میں سے بعضوں نے پڑھے ہوں اور بعضوں نے نہ پڑھے ہوں۔ اگر نہیں پڑھے تو وہ پڑھنے چاہئیں۔ بڑے دلچسپ حالات ہیں ان سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس طرح خدا نے ان کو ذہنی ارتقاء نصیب فرمایا۔ اور اب دیکھیں کہ کیسا نیک اور پاک انجام ہے کہ اگر خدا نخواستہ اسی حالت میں یہ اپنی باقی زندگی بسر کرتے تو ایک نہایت غلیظ گند بکنے والے ملاّں کے طور پر مرتے جس کی زندگی کا مقصد، جس کے اسلام کی خدمت کا تصور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سارا دن گند بولو اور گالیاں دو اور غلاظتیں پھیلاؤ اور دشمنیاں پیدا کرو اور خدا کے بندوں کے قتل و غارت کی تعلیم دو اور بیوت الذکر (ناقل) کو منہدم کرنے کی تلقین کیا کرو۔ کیسا بد انجام ہے۔ اس انجام سے نکال کر، اندھیروں سے خدا ان کو روشنی میں لے آیا اور یہ بات خاص طور پہ قابل ذکر ہے کہ مجلس احرار سے آنے کے باوجود اپنی زبان میں بعد میں ایسے پاکیزہ ہوئے کہ کبھی ساری زندگی کسی سے سخت کلامی نہیں کی۔ نرم رُو اور نرم گفتار تھے اور طلباء کے طور پہ بھی ہم جانتے ہیں کہ ہم سے بہت غلطیاں ہوئیں بعض دوسرے اساتذہ بعض دفعہ زبان کی سختی بھی کیا کرتے تھے۔ بعض اساتذہ ایسے بھی تھے جن کے منہ سے بعض دفعہ ایسے کلمے بھی نکل جاتے تھے جنہیں طلباء گالی کہہ دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ گالی نہیں حقیقت ہے مگر بہرحال وہ گالی کے قریب قریب مضمون پہنچ جایا کرتا تھا لیکن ملک صاحب کی زبان سے کبھی کسی نے، کبھی ساری زندگی ایسا کلمہ نہیں سُنا جس کے متعلق آپ کہہ سکیں کہ اس نے دل پر بوجھ ڈالا ہے۔ پس یہ روحانی پاک تبدیلی ہے جو خدا تعالیٰ نے ان کی ذات میں فرمائی اور انجام ایسا نیک کہ ساری اولاد، سات بچے ہیں۔ ۴ بیٹیاں اور تین بیٹے۔ سارے ہی اللہ کے فضل سے نہایت مخلص اور فدائی احمدی۔ سلجھے ہوئے بااخلاق لوگ اور دنیا میں بھی ہر جگہ بہترین زندگی گذارنے والے اور اچھے مناصب پہ فائز، اچھی جگہ بچیوں کی شادیاں ہوئی ہیں اور ان بچوں میں سے کسی کے خلاف کبھی کوئی شکایت نہیں سنی۔ بلکہ جب بھی سنا ہے تعریف سنی ہے کہ خدا کے فضل سے صفِ اوّل کے خدمت کرنے والے ہیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال سے کچھ اوپر تھی اور آخری کام جو انہوں نے وفات سے پہلے کیا ہے وہ مجھے ایک خط لکھا دعا کا جو مجھے ان کی وفات کے بعد ملا۔ بہت دعاؤں کے مستحق ہیں اور چونکہ ایسے متبحر علماء دنیا میں کم کم پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان کے خلاء کو بھرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کچھ عرصے تک جماعت کو یہ خلاء ضرور محسوس ہوگا اس لئے اس عرصے میں ہماری نوجوان نسلوں کو اپنی علمی کمزوریاں دور کرنی چاہئیں اپنے اندرونی خلاء بھرنے چاہئیں تاکہ جماعت کا یہ خلاء ان کے وجود سے بھر سکے۔ اس سلسلے میں جہاں ان کے لئے دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ ان کی اولاد کے لئے بھی دعا کی تحریک کرتا ہوں اور سلسلے کے تمام علماء کے لئے بھی دعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح معنوں میں علم اور علم کا عرفان نصیب کرے اور جماعت کو کبھی بھی دنیا میں علماء کی کمی محسوس نہ ہو۔ ان کی نمازِ جنازہ غائب آج میں یہاں جماعت انگلستان کے ایک مخلص دوست عبدالرشید صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ پڑھا چکا ہوں۔ اس لئے آخر پر صرف یہی ایک درخواست ہے کہ دوست ملک صاحب اور ان کی اولاد اور سلسلے کے بزرگوں کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کے کتبے کی خود نوشتہ تحریر

ایک چیز جس کا ذکر کرنا تھا اور میں بھولنے لگا تھا میری اب نظر پڑ گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ملک صاحب..... نے اپنے وصال سے تقریباً ۱۴۔۱۵ سال پہلے ایک بند تحریر ہادی علی صاحب کے سپرد کی۔ انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ یہ عیدالاضحیہ کا دن تھا۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے کتبے پہ یہ تحریر ہو لیکن یہ لفافہ بند ہے تم نے نہیں پڑھنا جب میرا وقت آئے تو اس وقت کے (امام جماعت۔ناقل) کو یہ پیش کر دینا۔ آگے ان کی مرضی ہے وہ چاہیں تو اسے قبول کریں چاہیں تو نہ کریں لیکن میری تمنا ان تک پہنچ جانی چاہیئے۔ وہ تحریر یہ ہے.....

اپنے اعمال کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ بہشتی مقبرے میں دفن کیا جاؤں لیکن مولا کریم کے فضلوں سے نا امید بھی نہیں ہوں کیونکہ میری ساری زندگی اس کے فضلوں کے سہارے ہے ورنہ من آنم کہ من دانم (آگے ایک لفظ نہیں پڑھا جا رہا کتاں ہے شاید) بہرحال اگر اس کا یہ فضل ہو کہ بہشتی مقبرے میں جگہ ملے تو میری لوحِ مزار پہ مندرجہ ذیل آیت لکھی جائے ...... (اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے کاش! میری قوم کو علوم ہو سکتا یا معلوم ہو جائے..... کہ خدا نے مجھے بخش دیا ہے..... اور مجھے معزز لوگوں میں شمار فرما دیا) اگر اس کی اجازت نہ ملے تو پھر یہ شعر لکھا جائے ؎

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر ؎ پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اگر اس کی بھی اجازت نہ ملے تو پھر بابا طاہر اصفہانی کی یہ رباعی لکھی جائے

یارب ز گناہِ زشتِ خود منفعلم ۔۔۔ و از فعلِ بدِ خُوئے بخود خجلم
فیضِ بدِ لمَ ز عالم غیب رساں ۔۔۔ تا محو شود خیال باطل ز دلم

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے ربّ! میں گندے گناہوں کے بارے میں خود بہت شرمندہ ہوں اور اپنے بدخُو فعل سے سخت خجالت محسوس کر رہا ہوں۔ فیضِ بدلم ز عالم غیب رساں۔ عالم غیب سے میرے دل کو ایک فیض پہنچا دے۔ تا محو شود خیال باطل ز دلم۔ تاکہ خیال باطل میرے دل سے ہمیشہ کے لئے محو ہو جائے۔

جماعت کو یعنی ربوہ کے نظام جماعت کو میری تاکید ہے کہ اگر موجودہ زمانے

کے بدخو علماء کی وجہ سے جواز خود خدا بنے بیٹھے ہیں جماعت کو یہ اجازت نہ ہو کہ احمدیوں کے کتبوں پر قرآن کریم کی آیات کندہ کی جائیں تو جب تک اللہ تعالیٰ ان حالات کو تبدیل نہیں فرماتا اس وقت تک یہ آیت لکھنے کی بجائے اس کی جگہ چھوڑ دی جائے اور جب بھی خدا زمانے کے حالات تبدیل فرمائے پھر اس آیت کو کندہ کر دیا جائے اور باقی عبارت من وعن اسی طرح درج کر دی جائے البتہ شروع میں ملک صاحب کا مختصر تعارف، جیسا کہ دستور ہے، وہ انجمن کی طرف سے تجویز ہو کر منظوری کے لئے مجھے بھجوا دیا جائے:

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:۔ آج اور آج کے بعد جب تک ضرورت رہے گی نماز جمعہ عصر کے ساتھ جمع ہوا کرے گی کیونکہ خطبے کی وجہ سے اتنا وقت ہو جاتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لئے جب تک یہ مجبوری درپیش ہے، اس وقت تک نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع ہوا کرے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ، مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

خبریں

ملکی خبریں

• نئی کابینہ کی تشکیل کیلئے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو "شیئر یا ؤ تھیوری" پر عمل کر رہی ہیں اسکے مطابق اپوزیشن سے لوٹ کر جو بھی شخص حکومت سے ملے گا اسے وزیر بنا دیا جائے گا۔ مڈٹرم انتخابات کا حوصلہ حکومت یا اپوزیشن میں سے کوئی بھی نہیں رکھتا

• لاہور میں بیرون دہلی گیٹ سی آئی اے ہیڈ کوارٹر کے سامنے دھماکہ کے نتیجے میں ۱۲۔ افراد زخمی ہو گئے۔ دھماکہ کے بارے میں ابھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں ہو سکی کہ کس طرح دھماکہ ہوا ہے۔

• بابری مسجد کی بے حرمتی کے خلاف پنجاب بھر میں یوم احتجاج منایا گیا ہے مختلف جگہوں پر احتجاجی جلوس نکالے گئے

• ائیر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ انتخاب اگلے سال ہوں گے۔ ہم تیسری قوت فراہم کریں گے۔

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اے این پی کو حکومت میں شمولیت کی دعوت دی ہے یہ دعوت غلام احمد بلور سے ملاقات کے دوران دی گئی

• ایک بھارتی جریدے کے مطابق بھارت کی ۵۲۴ رکنی پارلیمنٹ میں حکمران کانگریس ۱۸۰ سے ۲۱۵ نشستیں جیت سکے گی یعنی اسے قطعی اکثریت نہیں ملے گی۔

غیر ملکی خبریں

• بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد مسٹر ٹوڈور ژیف کوف کی معزولی کا جشن منانے کی خاطر سڑکوں پر نکل آئے جنہیں گذشتہ ہفتے کمیونسٹ پارٹی کی ۳۵ سالہ قیادت سے ہٹایا گیا۔ لوگوں نے ہاتھوں میں پرچم اٹھا رکھے تھے جس پر جمہوریت کی بحالی کے نعرے لکھے تھے۔ پارٹی کے نئے لیڈر مسٹر میلیڈ ینوف کو پارلیمنٹ نے ملک کا نیا صدر بھی منتخب کر لیا ہے۔

• مشرقی جرمنی کی حکومت نے نئے وزیر اعظم مسٹر ہانس موڈرو کی ان تجاویز کو متفقہ طور پر منظور کیا۔ جن کا تعلق بنیادی سیاسی اور اقتصادی اصلاحات سے ہے۔ مسٹر موڈرو نے کہا کہ مشرقی جرمنی کو سنگین مالی بحران کا سامنا ہے اور معیشت کو تباہی سے بچانے کیلئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ انہوں نے انتخابی اور قانونی نظام، تعلیم اور ذرائع ابلاغ میں بھی تبدیلیوں کا اعلان کیا ہے۔

• یوگوسلاویہ میں بلغراد کے قریب ایک کان میں آگ لگ جانے سے ۹۰ کان کن ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس آگ پر قابو نہیں پایا جا سکا تھا۔ لہٰذا ان کان کنوں کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) بشارت احمد

اطاعت اور فرمانبرداری کا صحیح مقام

کوئی قوم۔ کوئی ملک اور کوئی جماعت اس وقت تک ترقی کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے سربراہ یا قائد یا لیڈر کے پیچھے خلوص دل اور نیک نیتی سے چلتے رہتے ہیں۔ دنیاوی تنظیموں اور سیاسی گروپ بندیوں میں سربراہ کا انتخاب کیا جاتا ہے ایک مقررہ مدت کے بعد ہوتا رہتا ہے لیکن خالص دینی فرقوں یا یوں کہیئے الٰہی جماعتوں میں جہاں قدرت ثانیہ کے مظہر بفضل خدا موجود ہوتے ہیں وہاں اطاعت۔ فرماں برداری اور خلوص دل غرض ہر پہلو سے مکمل طور پر اپنے آپ کو اس امام کے سپرد کرنا ہوتا ہے کیونکہ اس جماعت کا یہ روحانی عقیدہ ہوتا ہے کہ گو امام انسانی ووٹ سے منتخب ہوتا ہے مگر اس کا انتخاب خاص قدرت الٰہی کے اظہار کی بدولت ہوتا ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ الٰہی جماعت مشکلات اور مخالفتوں کے بظاہر نہ ختم ہونے والے چکر میں آجاتی ہے۔ جب مشکل اور تکلیف ذرا طول پکڑتی ہے تو بعض کمزور دل اشخاص گھبرا اٹھتے ہیں۔ نادانستہ طور پر اپنی تنظیم۔ اپنے نظام اور اپنے پیارے امام کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کر بیٹھتے ہیں جس سے ان کے بیوی بچے ہی نہیں ارد گرد کا ماحول بھی متاثر ہونے لگتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے حال کے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ جب طوفان اور مصائب حد سے بڑھنے لگیں تو بھاگو۔ خدا تعالیٰ کی طرف۔ چھپو تو اس کے پہلو میں۔ اپنی ذات کو اس ذات عالی صفات میں گم کر دو۔ وہ ہمارا مددگار ہے۔ وہی ہماری مدد کو آئے گا۔

اگر کوئی شخص ایسے حالات میں بے خبری کے عالم میں بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ لازماً کمزور ایمان نہیں ہاں البتہ کمزور دل ہے۔ راقم کو ایک بار "خوف کی نفسیات" کے بارہ ایک کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا۔

مصنف نے نفس مضمون کو خوب نبھایا۔ اور سب سے اہم جو بات کی وہ یہ تھی کہ ہر شخص کو خطرے اور مشکل کے وقت ڈر ضرور لگتا ہے۔ بہادر انسان اس کو دبا لیتا ہے اور اس کا اظہار نہیں کرتا۔ اس کے بالمقابل بزدل اور کمزور انسان اپنے خدشات کا اظہار برملا کرتا ہے — ان نامساعد حالات۔ مشکل اوقات اور بظاہر نہ ختم ہونے والے معاملات سے جب دل گھبرائے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہمیں چاہیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف بھاگیں۔ اور اس کی پناہ کے اندر چھپ جائیں۔ یہ حالات اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح رات کا اندھیرا صبح سورج کی پہلی کرن کے نمودار ہوتے ہی ناپید ہو جاتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور بات عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناسمجھ لوگ مگر بزعم خود بڑے INTELLECTUALS اور ذہین و فہیم امام وقت یا نظام جماعت کے متعلق ایسے الفاظ یا خیالات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ جو مناسب نہیں ہوتے۔

اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کر کے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتا ہوں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (خدا تعالیٰ کی آپ پر سلامتی ہو) بیت مبارک قادیان میں نماز ادا کر رہے تھے۔ بعد نماز آپ نے دیکھا کہ چند اصحاب اس بحث میں مصروف تھے کہ اگر امام الصلوٰۃ کی نماز کے اندر اتنی غلطی ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا نور دین (خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو) اس کی مخالفت کر رہے تھے کہ نماز نہیں ہوئی۔ حضرت اقدس (خدا تعالیٰ کی آپ پر سلامتی ہو) نے جب یہ باتیں سنیں تو حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا "مولوی صاحب نماز ہو گئی"۔ حضرت نور دین کانپنے لگے اور عرض کرتے رہے کہ حضور نماز ہو گئی۔ حضور نماز ہو گئی۔

آئیے ہم اس رفیق کے نقش قدم پر چلیں جس کا اوپر ذکر آیا ہے۔ آئیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوردین (خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی تقلید کریں۔ استقامت ہمت صبر و رضا۔ امید اور کامیابی سے سرشار جذبہ سے اپنے دل اور دماغ کو معطر رکھیں۔ کامیابی ہی ہمارا نصیب ہے۔ خدائی جماعتیں مشکلات کے بھنور میں پھنس کر کامیاب طور ساحل مراد پر آجایا کرتی ہیں۔ مضبوط ارادے اور دعا اور توکل کا سہارا لے کر چلتے چلے جائیں۔ جہاں دل ذرا گھبراہٹ محسوس کرے۔ یار نہاں کے اندر نہاں ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر غم اور فکر کس بات کا۔ آیئے اپنے روحانی قائد کی طرف نگاہ لگائے رکھیں۔ اس کی ہر آواز پہ لبیک کہیں اس کے ہر فرمان پر "حاضر ہیں" کا نعرہ لگائیں۔

جب خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ڈھال ہمارے آگے اور ہر طرف ہے تو پھر ڈر اور گھبراہٹ کے الفاظ کیوں منہ سے نکلیں۔ یہی دن تو اچھے دن ہیں اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کے اپنی کوتاہیوں سے نجات حاصل کرنے کے۔ اپنے مولا کو راضی کرنے کے۔

مجالس موصیان

تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں ان کی ایک مجلس قائم ہونی چاہیئے یہ مجلس باہمی مشورہ کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا اور اس صدر کے ذمہ علاوہ وصیتیں کرانے کے یہ کام بھی ہوگا کہ وہ گاہے گاہے مرکز کی ہدایت کے مطابق وصیتیں کرنے والوں کا اجلاس بلائے اس اجلاس میں وہ ایک دوسرے کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کریں جو ایک موصی کی ذمہ داریاں ہیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

اگر آپ الفضل کے خریدار ہیں
اور آپ کو پرچہ نہیں مل رہا
تو مہربانی فرما کر جب بھی پرچہ
نہ ملے ہمیں ضرور اطلاع دیں۔
شکریہ (مینیجر)

اخبار احمدیہ

محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بنت حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اطلاع دیتی ہیں کہ اُن کے داماد مکرم حبیب اللہ خان صاحب ابن مکرم محترم عبدالسلام خان صاحب آف پشاور کو سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے ٹخنے پر دو جگہ فریکچر ہو گیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔

• لندن سے محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت و تندرستی اور کام کرنے والی لمبی زندگی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قیمتی، نافع الناس اور نابغہ روزگار وجود کی عمر میں بے حد برکت ڈالے اور شبانہ روز عظیم مہمات میں مرتبۂ کمال تک پہنچائے۔

• محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب (راولپنڈی) اپنے بچوں کے ساتھ بذریعہ کار لاہور جاتے ہوئے ایک حادثہ میں شدید مجروح ہو گئی ہیں۔ آپ کی بیٹی کو بھی شدید چوٹیں آئی ہیں اور دونوں میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

• مکرم حنیف الرحمان صاحب سنوری آف لندن ابن حکیم حفیظ الرحمان صاحب سنوری کے دونوں گردے کام نہیں کر رہے۔ ۲۲ نومبر کو لندن میں موصوف کا تبدیلی گردہ کا اپریشن ہو رہا ہے۔ موصوف کے بھائی صفی الرحمان صاحب خورشید مربی سلسلہ اپنا گردہ دے رہے ہیں۔

• مکرم عبدالستار صاحب کا مورخہ ۱۵ نومبر ۸۹ء کو ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ چوٹیں آئیں ہیں۔ اب طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔

• مکرم عزیز احمد صاحب لنگاہ آف ادرحماں کو پچھلے ماہ سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے قارئین الفضل ان سب بہن بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمتوں کا وارث بنائے اور شفائے کاملہ عطا فرمائے۔

اعلان نکاح

مکرم محمد اسلم صاحب آڈٹ آفیسر کا نکاح عزیزہ کشور سلطانہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری دلاور احمد صاحب باجوہ آف کوٹ رادھا کشن ضلع قصور کے ہمراہ بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۸۹ء بموقعہ سالانہ ضلعی اجتماع جماعت احمدیہ ضلع اوکاڑہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بعوض ۱۰ ہزار روپے حق مہر پڑھایا۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ولادت

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو مکرم محمد عثمان شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد کو بیٹی عطا کی ہے۔ نومولودہ مکرم محمد صدیق صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بشیر آباد ضلع حیدر آباد کی پوتی ہے۔

• اللہ تعالیٰ نے مکرم رانا عبدالباسط صاحب (حال سوئٹزرلینڈ) کو بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور نے بچی کا نام امۃ البصیر عطا فرمایا ہے۔

• مورخہ ۵ نومبر ۸۹ء بروز سوموار خدا تعالیٰ نے مکرم محمد وحید صاحب آف ناروے کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد سعید صراف آف پیر محل کا پوتا اور مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال ضلع سیالکوٹ کا نواسہ ہے۔

• مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب نائب ناظر بیت المال (آمد) کی بیٹی عزیزہ امۃ المعین اہلیہ مکرم ندیم احمد صاحب لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۵ ستمبر ۸۹ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت عزیز نومولود کا نام "ولید احمد" تجویز فرمایا ہے۔

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ میرا بطر کا اور عبدالقدوس صاحب شمسی کو مورخہ ۲۴ ستمبر بروز اتوار بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام پیارے آقا نے از راہِ شفقت عبدالمجیب اطہر رکھا ہے۔ نومولود مکرم بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ کا نواسہ اور مکرم عبدالحی صاحب خادم کا پوتا ہے۔

عبدالمجیب اطہر کو حضور انور کی وقف نو کی مبارک تحریک کے ماتحت والدین نے پیش کیا ہوا ہے۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں اور بچیوں کو صحت و عافیت والی بابرکت زندگی دے، والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور یہ سب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوں۔

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

شربت صدر ـــ نزلہ و زکام کھانسی اور گلے کی خراش کے لئے۔ قیمت ۸/-
راحتِ جان ـــ تبخیر معدہ کی مفید و مجرب دوا۔ قیمت ۱۴/-
تریاقِ معدہ ـــ کھانا ہضم کر کے طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔ قیمت ۲/-، ۱۴/-
تریاقِ نزلہ و زکام ـــ نزلہ و زکام کی بلند پایہ دوا۔ قیمت ۷/-
روشن کاجل ـــ آنکھوں کی خوبصورتی اور حفاظت کیلئے۔ قیمت ۵/-

حبوب مفید اٹھرا قیمت ۱۵/-، ۴۵/-
اکسیر اولاد نرینہ قیمت ۵۰/-
زوجام عشق قیمت ۱۰۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ فون: ۶۳۴

اکسیر جگر
کمی خون، سفیدی خون، ضعف جگر کیلئے اکسیر دوا

سرمہ ممیرا خاص
کمزوری نظر، پھولے، جالے، پانی، ککرے، دھند کیلئے مفید سرمہ

فشار الدم
Low اور ہائی بلڈ پریشر کیلئے ازحد مفید دوا

اکسیر بخار
ہر قسم کے بخار کو صرف ایک خوراک میں ختم کرتی ہے

طلق
ہر قسم کے یرقان کو جڑ سے ختم کرنے والی دوا

حبّ سیاہ
پھوڑے پھنسیاں، خارش، زہرباد، مصفّی خون ہے

خدمت میں پیش پیش
جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۵۸

ربوہ میں آپکے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر
ولد
میاں عبدالسلام
عقب جمال بیکری ربوہ
فون دکان: ۵۵۰ رہائش ۵۴۹

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید سے طے فرمایا کریں۔

(مینیجر الفضل)

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
اقصیٰ روڈ ربوہ فون نمبر ۳۳۰
تقریبات کے لئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے۔

باجوہ ڈیکوریشن اینڈ جنرل سٹور
کار، کمرہ، مسہری سجانے کا معقول انتظام ہے
کار کرایہ پر حاصل کریں (دن رات سروس)

باجوہ جنرل سٹور
باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

ہر گھر کی پسند
رحمت سویاں
تیار کردہ:
نعمت کرامت گول صابن والا فیصل آباد
فیصل آباد ۔ فون ۲۳۲۵۸ ۷۷

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائٹر: سیّد شوکت علی اینڈ سنز
سابق پارٹنر الرؤف جیولرز
فون: ۶۲۹۴۴۲
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی

حنیف ہومیوپیتھک کلینک
۱۷۲ سینگ سکوائر مارکیٹ۔ نزد شیران بیکری
ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور
اوقات کار
ہر اتوار سے جمعرات: صبح ۱۰ بجے تا ایک بجے
شام ۶ بجے تا ۸½ بجے
ہر جمعہ کو: صرف صبح ۱۰ بجے تا ۲ بجے شام کو دواخانہ بند رہا کرے گا۔
ہر ہفتہ کے دن: صبح دواخانہ بند رہا کریگا لیکن شام ۶ بجے تا ۸½ بجے کھلا ہوگا
ہومیوپیتھک ڈاکٹر سپیشلسٹ محمد حنیف آف کوٹھ حال لاہور

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
برانچیں
• کراچی: فون ۴۱۳۲۵۱
• لاہور: 1-D-۳ گلشن راوی
• ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
• منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
• رحیم یار خان: فون نمبر ۴۷۹۹
• ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون ۵۵۸

• نرینہ اولاد سے محروم
• بے اولاد
• اٹھرا۔ سوکھا، گرمی، گیس
کا
علاج کرنے والے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰

زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۔ ۴۳۱

برانچیں:
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کیلئے انتظام کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah